



# نیوز ریلیز



سفارت خانہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

شعبہ تعلقات عامہ

رابطہ: البرٹو رڈریگر

27 اکتوبر 2010ء

ترجمان

برائے فوری اجراء

فون: 0300-501-2640

614/2010

## اسٹریٹجی مذاکرات کے بعد امریکی وزیر خارجہ ہمیری کلنٹن اور پاکستانی وزیر خارجہ قریشی کی پریس کانفرنس واشنگٹن، ڈی سی

22 اکتوبر 2010ء

وزیر خارجہ کلنٹن: سہ بھر بھیر۔ وزیر خارجہ قریشی آپ سے دوبارہ ملاقات پر بہت خوش ہو رہی ہے۔ مجھے اس بات پر مسrt ہے کہ ہم نے آپ کی اس طرح مہمان نوازی کی ہے جس طرح آپ نے اور آپ کی حکومت نے موسم گرم میں میرے دورہ پاکستان کے دوران بڑے تباک سے ہماری مہمان نوازی کی تھی۔

ہم نے اسٹریٹجی مکالے کے تیرے دور میں تین دن تک جاری رہنے والے تفصیلی مذاکرات ابھی ابھی مکمل کئے ہیں۔ ان مذاکرات کا ہر اجلاس پہلے سے کہیں زیادہ تغیری ثابت ہوا ہے کیونکہ ہم نے ایک دوسرے کی ضروریات کو بہتر طور پر سمجھا ہے اور تعاون کے منے موقع تلاش کئے ہیں۔ اس مرتبہ ہمارے پاس تعاون کیلئے تمام 13 ورکنگ گروپوں کے فراہم کردہ حقی خاکے موجود ہیں۔ یہ خاکے مخصوص سمجھوتوں، لامچے عمل اور معیارات کی شکل میں پاکستان کے لوگوں کی زندگیوں میں واضح بہتری لانے کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ ان میں پانی، بجلی، خواتین کو با اختیار بنانے، صحت، زراعت اور سب سے بڑھ کر سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد پاکستان کی فوری بحالی کے منصوبے شامل ہیں۔

میں اپنی طرف سے دو اکتوبر کو طالبان کے ہاتھوں جاں بحق ہونے والے ڈاکٹر محمد فاروق خان کے قتل پر گہرے دھکا اور غم و غصے کا اظہار کرتی ہوں۔ ڈاکٹر فاروق سوات کی اسلامی یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ وہ ایک معاف، انسان دوست شخص اور مذہبی راہنمای تھے جو خود کش محلوں ایسی برائی کی خلاف بولتے تھے۔ مجھے ایک سال قبل، جب میں نے پاکستان کا دورہ کیا تھا، ان سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اس موقع پر مجھے ان کے خیالات سے استفادہ کرنے کا موقع ملا تھا۔ میں ڈاکٹر فاروق کے اہل خانہ، ان کے طلباء اور ان کے مریضوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہوں۔

ہمارے دونوں ملکوں کی حکومتیں اس قتل کی مذمت کرتی ہیں۔ یہ قتل طالبان کی اس افسوسناک اور المناک مہم کا حصہ ہے جس کے تحت وہ اساتذہ، ڈاکٹروں اور ایسے لوگوں پر حملہ کرتے ہیں جن کا کسی جنگ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ ہمدردی، انسان دوستی اور فروع تعلیم کے لئے کوشاں ہیں۔ ڈاکٹر فاروق کا قتل محض ایک شخصیت کا قتل نہیں، یہ پاکستان کے نوجوانوں کے مستقبل پر حملہ ہے۔

<p>اسلام آباد سفارت خانہ ریاستہائے متحدہ امریکہ رمنا-5، اسلام آباد فون: 2082000 E-mail: infoisb@state.gov</p>	<p>اسلام آباد سفارت خانہ ریاستہائے متحدہ امریکہ رمنا-5، اسلام آباد فون: 5268800 E-mail: irckhi@state.gov</p>	<p>لاہور لارڈ ایکسپریس روڈ فون: 6034000 E-mail: irclahore@state.gov</p>	<p>کراچی کلکٹر زین، 8 عبداللہ ہارون روڈ فون: 5204200 E-mail: irclahore@state.gov</p>
---	--	---	--

پاکستان کے نوجوانوں کے روشن مستقبل کی تعمیر کے لئے، جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں، باہم لوگوں کو اپنہاپندوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا ہوگا۔ ہمارے دونوں ملکوں کی حکومتیں دنیا بھر کی حکومتوں کے ساتھ اور ان کروڑوں لوگوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں جو اپنہاپندی کے خطرے کا شعور رکھتے ہیں اور اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

اب جب کہ ہم سات ماہ میں ہونے والے یہ تیرے اسٹرائلیج مذاکرات مکمل کر رہے ہیں، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا مفصل صلاح مشورہ، بے تکلفانہ گفتگو اور تعادن بڑھانے پر ہماری توجہ سے دو طرفہ تعلقات میں بہتری آرہی ہے۔ وزیر خارجہ قریشی اور ان کے وزراء کی ٹیم اور ہماری جانب کے ہم منصبوں کی ان تھک محنت کی بدولت ہم نے متعدد ایسے منصبوں پر شاندار پیشرفت کی ہے جنہیں پاکستانیوں نے اپنی ترجیح کے طور پر منتخب کیا ہے، مثلاً بچوں کو حفاظتی نیکے لگانے کا کام تیز کرنا اور ان کی جانیں بچانا، پینے کے پانی میں پائی جانے والے سلکھیا کے خاتمے کے لئے اقدامات کرنا اور گندم اور کپاس کی پیداواری صلاحیت بڑھانا۔ ہم اس بات کو بھی لیکنی بنا رہے ہیں کہ ہم جو بھی منصوبے شروع کریں ان میں خواتین کی ترقی کو ان تمام منصبوں کا ایک لازمی حصہ بنایا جائے جن پر ہم اکٹھے کام کر رہے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہم خواتین کا کردار بڑھاتے ہیں تو اس سے ان کے خاندانوں خصوصاً بچوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس طرح پورے علاقے کو فائدہ پہنچتا ہے۔

مجھے اس بات پر بھی خوشی ہے کہ ہم نے اس بات پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے کہ تجارتی ماحول کو کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ آج تجارتی ترقی و تربیت کے ایک نئے پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے مجھے اپنائی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ گولڈ مین ساچز کی جانب سے چالایا جانے والا 10,000 ویکن ایشی ایٹونا می یہ پروگرام مکمل خارجہ کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ اس کے تحت پاکستان کی تاجر خواتین کو ایری زونا میں تھنڈر برڈ اسکول فارگلوبل میجنٹ میں تربیت دی جائے گی جہاں یہ خواتین تجارت، تیادت، مالیاتی انتظام، منصوبہ بنندی اور عملدرآمد کے بارے میں تربیت حاصل کر سکیں گی۔

تجارت پیشہ خواتین کا پہلا گروپ اگلے سال موسم بہار میں تربیت حاصل کرنے آئے گا۔ تو قع ہے ہم ان خواتین کو اور دیگر پاکستانیوں کو وہ تربیت اور معاونت مہیا کر سکیں گے جو ان کے کاروبار کی ترقی، روزگار کے نئے موقع پیدا کرنے اور ان کی جانب سے اپنی آبادیوں میں سرمایہ کاری کرنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔

ہم بھلی اور پانی کے ترجیحی شعبوں کی ترقی پر بھی مسلسل توجہ دے رہے ہیں۔ آج ہمارے سامنے پانی اور بھلی کے بارے میں ورنگر گروپوں کی جانب سے نہایت عمدہ روپریہیں پیش کی گئی تھیں۔ ہم بھلی کی سپلائی بہتر بنانے اور پانی ذخیرہ کرنے کے نئے موقع پیدا کرنے پر پوری توجہ دے رہے ہیں۔ یہ کام سیلاپ سے پہلے بھی بہت اہمیت رکھتا تھا لیکن سیلاپ کے بعد یہ ایڈس ضروری ہو گیا ہے۔

میں امید رکھتی ہوں کہ اپنے ہم منصب اور دوست وزیر خارجہ قریشی اور دوسرے پاکستانی اور امریکی نمائندوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے ہم ایسے طریقے تلاش کریں گے جن سے اس شبے میں ہمارا تعادن بڑھے اور پاکستان کے لوگوں کی بہتری کے لئے نتائج حاصل ہوں۔

اب وزیر خارجہ قریشی کچھ کہنا پسند کریں گے۔

وزیر خارجہ قریشی: شکریہ میڈم وزیر خارجہ۔ آپ نے جس طرح رہنمائی کی ہے اس پر شکریہ قبول کیجئے۔ پاکستان کے موقف کو سمجھنے اور دوستی کا ہاتھ بڑھانے پر شکریہ۔ آپ کے ساتھ مل کر کام کرنا ایک خوشنگوار تجربہ ہے۔ خواتین و حضرات، میں سمجھتا ہوں یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ اپنائی طور پر ہم نے نئی

راہ متعین کی ہے۔ ہم نے کام کی رفتار تیز کی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اور تیزی آئے گی۔

ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ان تعلقات میں مزید بہتری لا کیں گے۔ ہم نے اجتماعی طور پر تعاون کا ایک نیا اور منفرد طریقہ کار وضع کیا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ ہمارے درمیان اختلافات بھی ہو سکتے ہیں، دوستوں کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہو جاتے ہیں، آج ہم نے جو کچھ دیکھا، جو کچھ کل رات اور اس سے پہلے دیکھا اور سننا اور ایک دوسرے کو دیانتدار نہ طور پر اپنے خیالات سے آگاہ کیا، اس سے ہم نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ ہمیں باہمی فائدے کے لئے آگے بڑھنا ہو گا۔ اس طرح کے تعلقات امریکہ اور پاکستان دونوں کے مفاد میں ہیں۔ اس سے دونوں کو فائدہ ہو گا۔ امریکہ کے لوگوں کو اس بات کو سمجھنا ہو گا کہ پاکستان سے تعاون بڑھانے میں امریکہ کا اپنا فائدہ ہے۔ اسی طرح پاکستان کے لوگوں کو بھی سمجھنا ہو گا کہ امریکہ کے ساتھ پائیدار و سوتی سے پاکستان کو علاقائی اور عالمی سطح پر کس قدر فائدہ ہو گا۔

ہم نے بہت سے امور پر بات چیت کی ہے، ان امور پر بھی جو اسرائیل مذکورات کا حصہ ہیں اور ان امور پر بھی، جو 13 مختلف شعبوں کے علاوہ ہیں۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ 200 پاکستانی صحافیوں کو امریکہ میں تربیت دینے کا پروگرام طے کیا گیا ہے کیونکہ عوامی سفارتکاری جمہوری نظام میں بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ بعض اوقات کسی اور طرح سے اپنا پیغام دوسروں تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ اب کون یہ پیغام پہنچائے گا؟ آپ کو یہ پیغام پہنچانا ہو گا۔ سب سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کون سا پیغام دے رہے ہیں۔ یقیناً ہم تجھ سے پیغام دے رہے ہیں۔

ہمارا پیغام یہ ہے کہ ہم دو طرفہ تعلقات کو عوامی تعلقات میں بدلنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک قسم کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ یہ پانچ سالہ سرمایہ کاری نہیں ہے۔ یہ نسلوں پر محیط سرمایہ کاری ہے۔ ہم اسی کی بات کر رہے ہیں۔ بھی وجہ ہے کہ جب ہم پانی کی بات کرتے ہیں تو دراصل ہم پاکستان میں پیداواری صلاحیت بہتر بنانے کی بات کر رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم سماجی شعبوں کی بات کرتے ہیں تو ہم دراصل پاکستان میں معیار زندگی بہتر بنانے کی بات کر رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم خواتین کو با اختیار بنانے کی بات کرتے ہیں تو ہم پاکستان کی 50 فیصد آبادی کو اہمیت دے رہے ہوتے ہیں جس سے وہ محروم چلی آ رہی ہے۔ ہمارے تعلقات میں یہ نیا موڑ ہی ایک فرق ہے۔

میں نے محترمہ وزیر خارجہ سے اس کے بارے میں بھی تبادلہ خیال کیا ہے کہ جب میں نیویارک میں اقوام متحده کی جزوں آئبی کے اجلاس میں شرکت کے لئے گیا تھا تو وہاں میری ملاقات پاکستانیوں سے ہوئی تھی جنہوں نے وکلاء سے ملاقاتیں کی تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اگر کسی ملک میں قدرتی آفت آجائے تو امریکی قانون میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اس ملک سے تعلق رکھنے والے تارکین وطن کو رعایت دی جاتی ہے۔ اس قانون سے ان بہت سے پاکستانیوں کو ایک قانونی حیثیت مل سکتی ہے جو امریکی معاشرے اور امریکہ کی معاشی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں۔ میں نے اپنے سفیر سے بھی اس بارے میں بات کی تھی اور انہوں نے اثاری سے اس سلسلے میں مشورہ کیا تھا۔

محترمہ وزیر خارجہ نے ازرا و مہربانی اس معااملے کا جائزہ لینے سے اتفاق کیا ہے۔ امید ہے اس سے بھی ہمارے تعلقات میں بہتری آئے گی۔ ہم نے علاقہ میں رونما ہونے والی کئی پیش فتوں پر بھی بات کی ہے جن کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ اگر آن پر کام ہو تو حالات میں تبدیلی لاٹی جاسکتی ہے۔

پاکستان کا نقطہ نظر سمجھنے اور مدد دینے پر آپ کا شکر یہ۔

وزیر خارجہ کلمنشن: وزیر خارجہ صاحب، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

وزیر خارجہ قریشی: آپ کا بھی شکریہ۔

مسئلہ کراوی: ہمارے پاس دونوں فریقوں سے دو دو سوال پوچھنے کا وقت ہے۔ ہم رائٹرز کے ایڈیٹری کوئن سے آغاز کرتے ہیں۔

سوال: میرا آپ دونوں سے سوال ہے۔ قریشی صاحب، آج صبح آپ نے سخت الفاظ میں کہا ہے کہ بعض مایوسی پھیلانے والے عناصر تباہی کے پیغمبر و اشکن میں موجود ہیں جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی جانبی پر کھلم کھلاشک و شبہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ میرا آپ دونوں سے سوال ہے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے رویے کیوں برقرار ہیں اور دونوں ملک اس سوچ کو کس طرح بدلتے ہیں؟

اور میڈم وزیر خارجہ، اس ہفتے کے اختتام پر وکی لیکس نے جو اکشافات کئے ہیں، ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گی؟ شکریہ۔

وزیر خارجہ قریشی: ہمارے دونوں ملکوں کے تعلقات کی نوعیت اور ان میں گزشتہ دہسوں کے دوران جو گہرائی اور افہام و تفہیم پیدا ہوئی ہے اس کا اندازہ محض ذرائع ابلاغ کی اطلاعات سے نہیں لگانا چاہئے۔ اس طرح کی اطلاعات ہم بھی پڑھتے ہیں، انھیں فراہم کرتے ہیں اور ان سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ہمارے تعلقات اس سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں، جتنا کہ انھیں خیال کیا جاتا ہے۔ ہم کام کرنے کی سطح پر سچتے ہیں، ہمارے درمیان بہت ایچھے تعلقات کا رقام ہیں، شاید اس بارے میں غلط سمجھ لیا جاتا ہے۔

جب میں اشکن آرہا تھا تو کئی لوگوں نے کہا تھا کہ سخت باتیں ہوں گی۔ دوستوں میں بات چیت ہوتی ہے۔ سخت باتوں سے کیا مراد ہے؟ مجھے سمجھنیں آتا اس کا کیا مطلب ہے۔ ہاں، ہمارے درمیان دوستانہ بات چیت ہوئی ہے۔ دونوں طرف خدشات پائے جاتے ہیں جن کا ہم ایک دوسرے سے اظہار کرتے ہیں۔ آخر کیوں اس کا اظہار نہ کیا جائے؟ لیکن جو کچھ میڈیا میں آتا ہے اس سے ہمارے تعلقات کا کثرتیک طرح سے سمجھنیں جاتا (قہقهہ)۔

وزیر خارجہ کلمنشن: مجھے اس میں کچھ اضافہ نہیں کرنا۔

سوال: شکریہ

سوال: (آف مائیک)

وزیر خارجہ قریشی: یقیناً

وزیر خارجہ کلمنشن: ہم نے اپنے تعاون اور افہام و تفہیم کو گہرائی اور گیرائی بخشے کے سلسلے میں جو پیشافت کی ہے میں اس پر بہت خوش ہوں۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے کہا ہے، ہم نے تمام امور پر بڑی تفصیلی اور جامع بات چیت کی ہے۔ ایک بات جس کا ٹھیک طرح سے ذکر نہیں کیا جاتا وہ یہ ہے کہ جہاں تک دہشت گردی کے خلاف جنگ کا تعلق ہے، پاکستان سے زیادہ مضبوط امریکہ کا کوئی اتحادی نہیں۔ اس بارے میں ہمارے درمیان بہت وسیع تعاون پایا جاتا ہے

لیکن جیسا کہ میرے دوست نے کہا یہ ضروری نہیں کہ ہم تمام باتوں پر اتفاق کریں۔ دوستی دو طرفہ راستے کا نام ہے۔ ہم دونوں کو یہ دوستی برقرار رکھنے کے لئے سخت مختص کرنا ہو گی اور یہی کچھ کرنے کا ہم نے تھیہ کر رکھا ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے کہا ہے یہ نسلوں پر مشتمل تعلقات ہیں۔ لیکن

ہمارے ممالک الگ الگ وجود رکھتے ہیں۔ ہماری روایات الگ الگ ہیں۔ ہماری تاریخ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان تعلقات کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہربات پر اتفاق کرتے ہیں بلکہ اس کا مطلب ہے جیسا کہ دوستوں میں ہوتا ہے کہ آپ بتائیں اخذ کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتے اور بغیر وضاحت حاصل کئے مفروضے نہیں گھر لینا چاہیں۔

آزاد ذرائع ابلاغ کی موجودگی سے جو ماحول پیدا ہوتا ہے اور جو قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں اس کے بارے میں، میں اور قریشی صاحب اکثر ہنستے رہتے ہیں۔ میں پاکستانی ذرائع ابلاغ کی طاقت سے آگاہ ہوں اور مجھے امر کی ذرائع ابلاغ کی طاقت کا بھی خوب تجربہ ہے۔ بعض اوقات ذرائع ابلاغ میں وضاحت پیش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہماری دونوں ملکوں کی حکومتوں ذرائع ابلاغ کو کنشوں نہیں کرتیں۔ اس نے جب کوئی چیز کسی ایک ملک میں شائع ہو جاتی ہے تو لوگ طرح طرح کے معنی نکالنے لگتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں دشمندی اسی میں ہے کہ اس بارے میں احتیاط سے کام لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات کتنے اہم ہیں اور طرح طرح کے چیلنجوں کے باوجود دونوں ملک تعلقات کو فروغ دینے میں کس قدر مختص ہیں۔ لہذا میں قریشی صاحب کے خیالات سے اتفاق کرتی ہوں۔

جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے اینڈی، سیٹ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ وہ مبینہ طور پر افشا کی گئی دستاویزات پر تبصرہ نہیں کرتا۔ میں اس حوالے سے مزید کسی تبصرے کے لئے آپ کو وزارت دفاع سے رجوع کرنے کا کہوں گی، لیکن یہاں میری مضبوط رائے یہ ہے کہ ہمیں واضح انداز میں کھل کر افراد یا تنظیموں کی جانب سے ایسی خفیہ دستاویزات کو منتظر عام پر لانے کی مذمت کرنی چاہیے جس سے امریکہ کے اور جن کے ساتھ ہم مل کر کام کر رہے ہیں ان کے فوجیوں یا عام شہریوں کی زندگیوں کو اور ہماری اور ان ممالک کی قومی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہو۔ میرے خیال میں اس معاملے کو اسی انداز میں لینا چاہیے۔

**ماڈریٹر: (مائیک کے بغیر)**

**سیکرٹری کلنٹن: ہائے۔ آپ کیسے ہیں؟**

**سوال:** اس سے پہلے کہ آپ کچھ کہیں۔ مجھے یہ کہنے دیجئے کہ Triplets بہت اچھے ہیں۔ (تفہمہ)

**سیکرٹری کلنٹن:** میں یہ پوچھنے ہی والی تھی کہ Triplets کیسے تھے۔ اس شخص کے پاس تین جڑواں پنچے ہیں۔

**سوال:** میں جب بھی آپ سے ملتا ہوں، آپ بھی پوچھتی ہیں۔ یہ مذاکرات واقع بہت کامیاب رہے ہیں لیکن دو امور ایسے ہیں جنہیں لگتا ہے زیادہ توجہ نہیں ملی۔ ایک یہ کہ پاکستان اسی طرح کی سول نیوکلیئر سمجھوتے کے لئے کوششیں کر رہا ہے، جس طرح کا آپ بھارت کے ساتھ کر چکے ہیں، اور دوسرا یہ کہ افغانستان کے لئے لائن گل، خاص طور پر طالبان اور افغان نمائندوں کے درمیان مذاکرات کے حوالے سے، کیا اس لائن گل میں پاکستان کی بھی کوئی جگہ ہے اور کیا مذاکرات میں یہ دونوں امور بھی زیر بحث آئے تھے؟

**سیکرٹری کلنٹن:** میں آپ کو یقین دلا سکتی ہوں کہ تمام امور زیر بحث آئے ہیں۔ اور یہ صرف واشنگٹن میں ہونے والے دور و زہ مذاکرات ہی میں نہیں، بلکہ ہماری تمام ملاقاتوں، ہمارے ماہرین اور حکام کے مابین ہونے والے مذاکرات میں ان پربات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اور ہاں، افغانستان کے بارے میں طویل مباحثہ ہوا ہے۔ افغانستان سے امریکہ اور پاکستان دونوں ممالک کے اہم قومی سلامتی کے مفادات وابستے ہیں۔ ہم مل کر کام کر رہے ہیں اور ہم

ہر روڈ میپ پر ایک دوسرے سے طویل مشاورت کرتے ہیں۔

وزیر خارجہ قریشی: کیا میں کچھ اضافہ کر سکتا ہوں، ما دام؟ دیکھنے ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ایک طریقہ کار ہے اور ہم نے اس کا آغاز کر دیا ہے۔ آپ دو یا تین ملاقاتوں میں تائج کی توقع نہیں کر سکتے۔ لیکن دچھپ بات یہ ہے کہ میں نے اکثر پڑھا ہے کہ امریکہ پاکستانی ذہنوں میں پنج بورہ ہے، میں امریکی ذہنوں میں کچھ پنج بونے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ وہ زیادہ جدت آمیز انداز میں معاملات کو بکھیں اور چیزوں کو ایک مختلف طریقے سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ماضی میں ہم نے جو کوششیں کیں وہ کامیاب نہیں ہو پائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے یہ عمل ترک کر دیا ہے۔ ہم مسلسل کوششیں کر رہے ہیں، اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ کامیاب کوشش کرنے والوں ہی کو طبق ہے، اس لئے میں نے اسے ترک نہیں کیا۔

مسٹر کراوی: بی بی سی سے کم گھنٹے Kim Ghattas

سوال: ہائے۔ پہلے ایک سوال دونوں سے۔ میں چاہوں گا کہ آج محترم وزیر خارجہ نے یہ مکمل اعلان کیا ہے اس کے بارے میں کچھ مزید بتایا جائے۔ امریکہ پہلے ہی پاکستان کو کافی فوجی امداد فراہم کر چکا ہے۔ اس پنج سے کیا فرق پڑے گا؟ آپ کے خیال میں اس کے نتیجے کے طور پر کون سے عملی ٹھوس اقدامات اٹھائے جاسکیں گے؟

اور ما دام سیکرٹری کیا آپ اس کی تصدیق کر سکتی ہیں کہ امریکہ پاکستان کے ان فوجی یونٹوں کی امداد و رکنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں؟

سیکرٹری کلمٹن: مجھے دونوں سوالات کا جواب دینے دیجئے۔ آج صبح میں نے انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کے لئے آئندہ کئی سالوں کے دوران وی جانے والی یہ مکمل اعلان کیا ہے۔ اس میں 2012ء سے 2016ء کے دوران غیر ملکی فوجی امداد کی مدد میں کا انگریز سے دوارب ڈالر کی درخواست شامل ہے۔ یہ رقم کیری لوگر برمن مل کے تحت سولین منصوبوں کے لئے فراہم کئے جانے والے ساڑھے سات ارب ڈالر کے علاوہ ہو گی۔ اب اس وعدے میں دوارب ڈالر بطور غیر ملکی فوجی امداد اور انتیس ملین ڈالر میں الاقوامی فوجی تعلیم و تربیت کیلئے شامل ہیں۔

زمینی ضروریات اور سال بہ سال ضروریات کی بندیا پر ہم [Pakistan Counterinsurgency Capability Assistance](#) جاری رکھنے کا عزم کیا ہوا ہے اور مالی سال 2012ء میں مہیا کی جانے والی رقم حالیہ بررسی سے کم نہ ہو گی۔ یہ وعدہ ہمارے دیرینہ تعلقات کا آئینہ دار ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کو انتہا پسندوں کے خلاف دیرانہ جنگ میں بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ میرا خیال میں، میں سنا ہے کہ حالیہ عرصے میں طالبان انتہا پسندوں کے ہاتھوں تین ہزار پاکستانی جاں بحق ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ ان میں سے کچھ فوج کے لوگ تھے، کچھ کا تعلق پولیس سے تھا اور زیادہ تر معصوم شہری تھے جو اپنی روزمرہ زندگی گزار رہے تھے۔

پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارا قریبی ساتھی ہے اور ہم سرکشی کو کچنے کی ان پاکستانی کوششوں میں، جو کہ ہمارے خیال میں بہت ضروری ہیں، پاکستان کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے جس ساز و سامان اور تربیت کی فراہمی کا انجام ہوں نے کہا ہے، ہم وہ اُنہیں مہیا کرنا چاہتے ہیں۔

اب امریکہ کی تمام فوجی امداد امریکی قوانین اور قواعد و ضوابط، شامل یہی تصدیق (Leahy Vetting)، کے تقاضوں کے مطابق مہیا کی

جانی چاہیے اور ہم اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ آج میں نے آئندہ کئی سالوں کے دوران دی جانے والی جس سیکورٹی امداد کا اعلان کیا ہے وہ بھی امریکی قوانین اور قواعد و ضوابط کے تحت ہو۔ ہم انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے تمام ازامات کو سنجیدگی سے لیتے ہیں اور ہم حکومت پاکستان کے ساتھ ان پربات چیز کرتے ہیں۔ ہم قانون کی پاسداری کرتے ہیں اور ہم توجہ پانے والے مسائل اور امور پر پاکستان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

**وزیر خارجہ قریشی:** مادام، جب ہم نے انسانی حقوق کی یہ پورٹ دیکھی، ہم نے اس پر کارروائی کی ہے، اور بہت موثر انداز میں کارروائی کی ہے۔ پاکستانی فوج کے ایک انتہائی اعلیٰ افسر نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی قطعاً برداشت نہیں کی جائیگی لیکن ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھتا ہو گا کہ یہ پورٹ کس حد تک قابل اعتماد ہے۔ ہمیں اس کی تصدیق کرنی ہے اور دیکھنا ہے کہ چیز کیا ہے۔ اور اگر کسی اقدام کی ضرورت ہوئی تو حکومت پاکستان ضرور وہ اقدام کرے گی۔ پہلی بات تو یہ تھی۔ اور ہم Leahy ترمیم کے بارے میں جانتے ہیں۔ دوسری یہ کہ سیکرٹری نے ابھی بھی کہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان امریکہ کا سب سے اہم حلیف ہے۔ اس حلیف نے دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں سات ہزار جانوں کی قربانی دی ہے اور یہ حلیف کہرا ہا ہے کہ ہمیں اپنی استعداد بڑھانے کے لئے کیا کیا درکار ہے۔ ہماری دفاعی ضروریات ہیں۔ مجھے اس بات پر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ انتظامیہ نے پاکستان کی جائز دفاعی ضروریات کو تسلیم کیا ہے، ان پر گفت و شنید کی ہے اور ہم نے دفاعی اور کنگر گروپس کے ذریعے مذکورات کے چھادوار میں اس نتیجے پر پہنچ ہیں کہ کس قسم کی تربیت اور ساز و سامان کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ساز و سامان اور تربیت کے اس کئی سالہ پروگرام کے ساتھ پاکستان زیادہ بہتر کارکردگی و کھا سکے گا۔ آپ نے سوات، مالاکنڈ اور قبائلی علاقوں کی کئی ایجنسیوں میں ہماری کارکردگی ملاحظہ کی ہے۔ ہم اپنا کام سنجیدگی سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

**سوال:** (سنہیں جاسکا) مادام سیکرٹری (سنہیں جاسکا) ٹیلی ویژن کے ساتھ۔۔۔

**سیکرٹری کلنٹن:** ہاں، ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔ (قبچہ)۔

**سوال:** آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ اسٹریجیک مذکورات کے حوالے سے میرا خصوصی سوال ہے۔ پاکستان کے وفد کا خیال ہے کہ اسٹریجیک مذکورات میں جن منصوبوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور جن پر بحث و تجھیس کی گئی ہے ان کے لئے الگ سے رقم فراہم کی جائے گی۔ لیکن لگتا ایسے ہے کہ امریکی موقف یہ ہے کہ نہ صرف ان منصوبوں کے لئے بلکہ سیالاب سے ہونے والی تباہ کاری کے بعد تعمیر نو کے لئے درکار ترقیاتی رقم کییری لوگر بل سے فراہم کی جائیں گی۔ اگر یہ درست ہے کہ تو پھر تو کیری لوگر بل کا حقیقی مقصد اور روح یکسر تبدیل ہو جائے گی۔ مادام، میں آپ کی انتظامیہ کی رائے جانا چاہوں گا؟

**سیکرٹری کلنٹن:** میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں آپ کے سوال سے اتفاق کرتی ہوں کیونکہ یقیناً ہم کیری لوگر بمن کے تحت جن منصوبوں کا اعلان کر چکے ہیں وہ پورے ملک کے لئے ہیں۔ یہ منصوبے پانی، بجلی، زراعت متعلق اور ہر ہے منصوبے ہیں۔ ان میں سے بہت سے منصوبے سیالاب سے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ لہذا اگرچہ امریکہ نے اپنے وعدے کے مطابق پاکستانی عوام کی مدد کے لئے سیالاب کی برآوراست امداد کے طور پر 380 میلن ڈالر فراہم کئے ہیں، یہ سیالاب کی امداد اور منصوبوں ہر دو کے لئے ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ گذشتگریوں کے موسم میں ہم

نے جن کاموں کو ترجیح دی ہواب وہ لوگوں کی ضروریات کے پیش نظر ہماری اہم ترجیح نہ ہے ہوں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان کے ساتھ قبیل رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ قم پاکستان کی عوام کی مدد کے لئے رکھی گئی ہے تاکہ سولین منصوبوں کے ذریعے ایک ثابت تاثر قائم ہو اور یقیناً یہ فہرست سیال بکے باعث متاثر ہو رہی ہے۔ لیکن یہ قم انہی مقاصد کے لئے خرچ کی جاری ہے۔

سوال: شکریہ۔

وزیر خارجہ قریشی: مسٹر (سنائیں جاسکا)، آپ نے دیکھا پاکستان کا ایک دوست یہاں ہے، لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ امریکی کانگریس میں پاکستان کے بہت سارے دوست ہیں۔ جن میں سے ایک بنیجن جان کیری کا نام میں لینا چاہوں گا۔ میں اس سے قبل جب تمبر میں یہاں آیا تھا تو ان سے میری ملاقات ہوئی تھی اور ہم نے سیال بکی وجہ سے پاکستان کی محیثت پر پڑنے والے اثرات پر تبادلہ خیال کیا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ساڑھے سات (ارب ڈال) کا پیچ ایک ضرورت کے تحت تھا اور اب یہاں بہت سے گھمیر مسائل ہیں اور ہمیں ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ہم مشکلات کو سمجھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں لیکن یہ ایک طریقہ کار ہے جو جاری و ساری ہے اور اس کا آغاز کیری لوگر برمن سے نہیں ہوا تھا اور یہ کیری لوگر برمن کے ساتھ ختم نہیں ہو جائے گا۔ کیری لوگر برمن پانچ سال کے لئے کہا جاتا ہے لیکن اس میں یہ بھی تو کہا جاتا ہے کہ یہ آئندہ پانچ برس کے لئے بھی ہو۔ اور میں تو یہ کہوں گا کہ یہ آئندہ پانچ برس سے آگے بھی جائے۔ میں ایک نسل کی سرمایہ کاری کی بات کر رہا ہوں۔

سکرٹری کلنٹن: آپ سب کا شکریہ۔

####